حصولِ علم اور تعقّل کو کیسے ممکن، سازگار بنایا گیا؟ تخلیق ازواج

ایک سوچے سمجھے ارادے اور مقصد کے حصول کیلئے تخلیق کی گئی شئے کے متعلق اُس کے خالق کو اُس کے ظاہر اور باطن کا مکمل علم ہوتا ہے۔ فرمایا

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

''اور اس نے ہر چیز کو تخلیق کیا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے'' (حوالہ الانعام۔۱۰۱)

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿١٣﴾

''اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا بول کر کہو وہ سینوں کے بھید بھی جانتا ہے۔

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٤﴾

کیا وہ نہ جانے گا جس نے تخلیق کیا؟ اور وہ باریک بین اور باخبر ہے'' (الملک۔۱۳۔۱۴)

خالق کو اپنی تخلیق کا مکمل علم ہے۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ

''اور اس کے علم میں سے (خود) کچھ بھی نہیں پا سکتے سوائے اس کے جو وہ دینا چاہے'' (حوالہ البقرۃ۔۲۵۵)

علم غیر خالق ہستی کو کیسے عطا فرمایا؟

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾

''پاک، یکتا ہے وہ جس نے ہر اس شئے کے جوڑے بنائے جو زمین اگاتی ہے، اور خود ان کے جوڑے بنائے،

اور ہر اس شئے کے بھی جوڑے بنائے جن کو وہ جانتے نہیں'' (یٰس۔۳۶)

جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ

''اس نے تمہارے لئے تم میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے جوڑے بنائے،

يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ اس طریقے سے وہ تمہیں پھیلاتا ہے'' (حوالہ الشوریٰ۔۱۱)

وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا ''اور وہ جس نے سب چیزوں کے جوڑے بنائے'' (حوالہ الزخرف۔۱۲)

وَمِن كُلِّ شَيۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُونَ ﴿٤٩﴾

''اور ہم نے ہر شئے کو جوڑے میں تخلیق کیا تا کہ تم محفوظ کر سکو'' (الذاریات۔۴۹)

وَأَنَّهُۥ خَلَقَ ٱلزَّوۡجَيۡنِ ٱلذَّكَرَ وَٱلۡأُنثَىٰ ﴿٤٥﴾ مِن نُّطۡفَةٍ إِذَا تُمۡنَىٰ ﴿٤٦﴾

''اور یہ کہ وہی نر (بیٹا) اور مادہ (بیٹی) تخلیق کرتا ہے ایک نطفے سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے'' (النجم۔۴۵۔۴۶)

انسان کے علم کی عمارت کی بنیاد دو کے مابین تعلق، رشتے، اختلاف، تضاد پر استوار ہوتی ہے۔ علم مرہون منت ہے اشیاء کے زوجین ہونے کا۔ کائنات زوجین پر مبنی نہ ہوتی تو انسان کیلئے ساعتوں اور بصارتوں کے ذریعے علم اور یاداشت میں محفوظ کرنا اور نصیحت حاصل کرنا ممکن نہ ہوتا کیونکہ تعقل تقابلی جائزے کا مرہون منت ہے۔ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ

موازنہ اور تقابل وہ بنیادی ضرورت ہے جو بات اور علم کو انسان کی یاداشت (Memory) میں محفوظ کرنے کی اہلیت، صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ علم وہ ہے جسے یاداشت (Memory) میں محفوظ کیا جاسکے اور اسے وہاں سے نکال کر بیان کیا جاسکے

ٱلرَّحۡمَٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ ٱلۡقُرۡءَانَ ﴿٢﴾ خَلَقَ ٱلۡإِنسَٰنَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ ٱلۡبَيَانَ ﴿٤﴾

''الرحمٰن نے قرآنِ مجید (پڑھنا) سکھایا۔ الرحمٰن نے انسان کو تخلیق کیا۔ اسے اظہار (بیان) کرنے کا علم دیا'' (سورۃ الرحمٰن۔۱۔۴)

ٱقۡرَأۡ اور قرآن دونوں کا مادہ ''ق ر أ'' ہے۔ ایک حرف کو دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر تلفظ کرنے، پڑھنے کو قرأت کہتے ہیں۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلۡقُرۡءَانُ فَٱسۡتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

''اور جب قرآنِ مجید پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے'' (الاعراف۔۲۰۴)

علم وہ ہے جسے سنایا جاسکے۔ اور سناتا وہ ہے جس نے دیکھا ہو۔ ارشاد فرمایا

أَلَمۡ نَجۡعَل لَّهُۥ عَيۡنَيۡنِ ﴿٨﴾ ''کیا ہم نے اس کیلئے دو آنکھیں نہیں بنائیں؟

وَلِسَانًا وَشَفَتَيۡنِ ﴿٩﴾ اور زبان اور دو ہونٹ

وَهَدَيۡنَٰهُ ٱلنَّجۡدَيۡنِ ﴿١٠﴾ اور اسے دو راہیں دکھائیں نہیں دیں؟'' (البلد۸۔۱۰)۔

مجبور کو کوئی بھی دو راہیں نہیں دکھاتا۔ صاحب حریت، خود مختار کو راہ کے انتخاب کا استحقاق ہوتا ہے۔ یہ اس کی اپنی صوابدید (freedom) ہے کہ کس راہ کو اختیار کرتا ہے۔ لیکن راستہ اور منزل اُس کا اپنا ترتیب دیا ہوا نہ ہوتو پھر اپنی مرضی سے اختیار کئے ہوئے راہ کی منزل کو بدل نہیں سکتا۔